© rasailojaraid.com

مجتہد کا معیار

قانون اپنے ارتقا میں جس تدریجی تسلسل اور جس منطقی ربط کو چاہتا ہے اسے برباد کردینے کا نام اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ ایسا اجتہاد تو اس کی جڑیں کھود کے رکھ دے گا.... اجتہاد کے لیے بہرحال معتمد علیہ شخصیتوں کی ضرورت ہے.... اجتہادی فیصلے صرف ایسے لوگوں کے ذریعے ہونے چاہییں جو حسب ذیل پہلوؤں سے ملّت کا اعتماد حاصل کرسکیں:___ ان کی علمی استعداد کے بارے میں یہ اطمینان پایا جانا چاہیے کہ یہ قانونِ شریعت کے پورے سسٹم کو جڑ سے لے کر کونپلوں تک سمجھتے ہیں اور ان کا باہمی ربط جانتے ہیں اور پیش آمدہ مسائل میں ماہرانہ راے دے سکتے ہیں___ ان کے کردار کے بارے میں عوام کو یہ بھروسا ہونا چاہیے کہ ان کے اندر دین اور اس کے قانون سے انحراف کا جذبہ کارفرما نہیں ہے، یہ شریعت کے اندر اپنی اغراض واہوا کو دخیل کرنے والے نہیں ہیں اور ان کے کچھ اپنے طبقاتی اور گروہی تقاضے ایسے نہیں ہیں کہ جن کو یہ خدا اور رسولؐ کا نام لے لے کر اجتہاد کے عنوان سے ہمارے سر منڈھ دیں___ ان کی ذہنی وفکری ساخت کے بارے میں عام مسلمانوں کے اندر یہ اندیشہ موجود نہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی غیراسلامی فکروتہذیب سے مرعوب اور کسی کافرانہ نظامِ قانون کے مفتوح ہیں اور وہ اجتہاد کی مسند پر بیٹھ کر شریعت کے ڈھانچے میں اجنبی اور متضاد نظریات، اصول اور جزئیات کو داخل کردیں گے اور اسلامی قانون میں تحریف کر ڈالیں گے....

صحیح طریق کار یہ ہے کہ ہم اپنے اندر سے ایک طرف ایسے معتمد علیہ علما کو لیں جو اسلامی قانون کے ماہرانہ علم کے ساتھ جدید حالات وضروریات کا شعور رکھتے ہوں اور دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقے میں سے ایسے مخلص افراد کو چھانٹ لیں جو دورِ حاضر کے مسائلِ حیات کا تحقیقی مطالعہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام سے وفاداری رکھتے ہوں اور کم سے کم اسلامی قانون کے عناصر ترکیبی اور ان کے باہمی ربط اور ان میں سے ہر ایک کی قدروقیمت کو جانتے ہوں۔ دونوں صفوں میں سے وہی لوگ اس نازک فریضے کو سرانجام دینے کے لیے مفید ثابت ہوسکتے ہیں جو انتہاپسندانہ ذہن کے ساتھ باہم دگر نفرت اور کش مکش رکھنے کے بجاے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے اہل ہوں۔

(’اشارات‘، نعیم صدیقی، ترجمان القرآن، جلد۴۶، عدد۶، ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، اگست ۱۹۵۶ء، ص۱۳-۱۶)

© rasailojaraid.com